

دوسری پیشکش

179
R-2

995

بنات رسولؐ روایات کے آئینہ میں

مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی

ترتیب و اضافہ مطالب

سید محمد قیصر جعفری (اکبر آبادی)

www.sirat-e-mustaqeem.net

مکتبہ اصلاح ۱۲ پریم بھون اے ایم۔

فرید روڈ کراچی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مقصد تحریر

کراچی کی بستی جس کا نام کورنگی ہے وہاں ایک مجلس عثمان قائم کی گئی ہے اس جگہ سے ایک کتابچہ بنام شہادت عثمان کیوں اور کیسے؟ شائع کی گئی ہے جس کا جواب بھی ہم نے لکھ لیا ہے۔ سو وہ تیار ہے لیکن اس کتابچہ میں کئی مقامات پر داماد رسول تحریر کیا گیا ہے مقصد یہ ہے کہ حضرت عثمان کو داماد رسول ثابت کیا جائے اس کتابچہ کے مصنف شہزاد اکثر احمد حسین کمال صاحب ہیں۔ دوسری کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں ہے جس کے مصنف مولانا عاشق الہی صاحب ہیں اور جو مکتبہ دارالعلوم کراچی سے شائع ہوئی ہے تیسری کتاب تاجدار دو عالم کی شہزادیاں چھپی ہے۔ اور چوتھا سالہ ستارہ دانش کا رسول نمبر شائع ہوا ہے اس میں ال رسول کے عنوان سے ایک مضمون ہے اس میں بھی چاروں بیٹیوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ہم نے ان کتابوں کو پڑھ کر ضروری سمجھا کہ ان کا جواب دینا ضروری ہے تاکہ عامۃ الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں ہماری یہ کتاب حق و باطل میں فیصلہ کر دے گی انشاء اللہ۔

کتاب کا نام بنات رسول
مؤلف کا اسم گرامی مولانا سید محمد ابراہیم مدظلہ العالی
کتابت سید محمدی رضوی سنری بازار گویا کراچی
تعداد ایک ہزار
مطبع شیخ شوکت علی پرنٹرز
ناشر مکتبہ اصلاح
سنہ طباعت ۱۹۷۲ء عیسوی

قیمت ایک روپیہ

اہل اسلام سے التماس

مکتبہ اصلاح اپنا دوسرا دفاعی رسالہ منظر عام پر پیش کر رہا ہے اس کو دیکھ کر جذبہ تحقیق کو تعجب کے سنگ گراں سے نہ دباؤ نہ یہ شکوہ کہ کتابوں سے چھپے ہوئے خزانے عام نگاہوں کے سامنے کیوں لائے گئے اس لئے کہ رسالہ ابتدائی نہیں دفاعی ہے شکوہ گذاری کا محل نہیں شرکاء کا موقع نہیں۔ رنج کی ضرورت نہیں ملال کی حاجت نہیں کیونکہ جو مطالب کے چہروں بے حجاب اٹھایا گیا ہے انکی مقام آپ کی مولف کتاب اور آپ کے مسلم علماء ہیں جب اس بیان کفر میں اگر آپ کے نزدیک کفر ان علماء سے آپ کو شکوہ نہیں تو اس نقل کفر میں ہم سے کیوں گلہ ہو۔

ادارہ

پیش لفظ

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ احسن صاحب گامونپوری پی ایچ ڈی ناظم شعبہ دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

بہت سی باتیں سیاسی مصالح کی بنا پر مشہور ہو جاتی ہیں جو دراصل واقعیت کے اعتبار سے تاریخی حقیقت سمجھ لی جاتی ہے منجملہ انکے جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کے علاوہ آنحضرت کے تین اور لڑکیوں کا ہونا بھی ہے حالانکہ جناب فاطمہ کے علاوہ آنحضرت کے کوئی دوسری لڑکی نہ تھی صرف یہی نہیں بلکہ حضرت خدیجہ کے متعلق یہ عام خیال کہ وہ تیبہ تھیں اور آنحضرت سے پہلے کئی شوہروں سے عقد کر چکی تھیں اور جب آنحضرت نے عقد فرمایا تو آپ پوہ تھیں یہ امر بھی حقیقت سے بہت دور ہے حضرت خدیجہ کا عقد جب آنحضرت سے ہوا آپ باکرہ تھیں صرف آنحضرت ہی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے اپنے شوہر کی حیات میں انتقال فرمایا اور بیوی کے صدمات نہیں سہے۔

تمام مورخین یہ لکھتے ہیں کہ جب آنحضرت کا عقد حضرت خدیجہ سے ہوا اس وقت کے تمام روسائے عرب اور اشراف حجاز حضرت خدیجہ سے عقد کرنا چاہتے تھے لیکن حضرت خدیجہ جو ملیکہ العرب کے لقب سے مشہور تھیں سب کے پنیامات کو ٹھکرا دیتی تھیں ان مورخوں کی سمجھ یہ بات نہ آئی کہ وہ پوہ ہو کر شوہروں کا داغ

خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) شیخ مفید مسائل مرویہ میں (۲) شیخ ابو جعفر طوسی کتاب التعلیص میں
(۳) سید مرتضیٰ علم الہدی کتاب ثانی میں (۴) ابن شہر آشوب کتاب مناقب
میں (۵) محمد بن عبد الرحمن صفہانی کتاب البدیع میں (۶) عماد الدریہ
بطرسی الکامل الہامی (۷) ابوالقاسم کو فی کتاب الاستغاثہ میں
اسی طرح ان محققین نے وضاحت بھی کی ہے کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم،
آنحضرت کی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ پروردہ تھیں دراصل یہ لڑکیاں ابوہند بنتی کی بیٹیاں
تھیں جو انکی زوجہ اول سے پیدا ہوئیں۔ ابوہند نے اپنی پہلی بیوی مرث کے بعد
بالہ بنت خویلد خواہر حضرت خدیجہ سے نکاح ثانی کیا اور یہ بچیاں انکی تربیت
میں آئیں جب ہالہ کا شوہر ابوہند مرگیا تو حضرت خدیجہ نے اپنی بہن اور ان کے
شوہر کی بچیوں کو اپنی کفالت میں لے لیا اسی زمانہ میں حضرت خدیجہ آنحضرت کے
عقد میں آئیں چونکہ یہ لڑکیاں خانہ حضرت میں پلی تھیں اس لئے بنات خدیجہ اور
بنات رسول کہلانے لگیں۔

شہرت عام نے مورخین عامہ سے یہ لکھوا لیا کہ آنحضرت کی چار بیٹیاں
تھیں لیکن جن مورخین نے تحقیق سے کام لیا وہ حقیقت کو ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے
جیسا کہ احمد البلاذری نے کتاب الاشراف میں لکھا ہے اور مولوی محمد انشاء اللہ
صاحب محمدی صدیقی حنفی چشتی بدایونی نے اپنے رسالہ السر المختوم فی تحقیق عقد
ام کلثوم میں صلا پر تحریر کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ کی چار بیٹیاں شہرت کی بنا
پر لکھی ہیں درز اگر روایات پر بنا رکھی جاتی تو اختلاف شدید کو دیکھتے ہوئے ہم یہ

اٹھا چکی ہو وہ دوشیزگی کی حالت میں تو عرب کے غیر ممتاز لوگوں سے عقد کر لیتے
لیکن بیوہ ہونے پر اتنی بلند ہو جاتی ہے کہ شیوخ عرب اور اشراف قریش میں سے
کسی کو بھی اس قابل نہیں سمجھتی کہ انکے پیغام قبول کرنا تو کیا نگاہ بھی نہ ڈالیں۔
دراصل یہ تضاد اس لئے پیدا ہوا کہ تاریخین حکومت کے اشاروں کی آمیزش
لکھی گئیں حقیقت یہ ہے کہ حضرت خدیجہ کے آنحضرت سے پہلے کسی سے عقد نہیں فرما
سب کے پیغامات کو رد فرماتی رہیں اور خاموشی کے ساتھ تمام شخصیتوں کا مطالعہ کر ڈ
رہیں کہ کس میں انکے شوہر ہونے کی صلاحیت ہے حضرت خدیجہ کی نگاہ میں نہ صرف
حجاز بلکہ تمام جزیرہ العرب میں کوئی ایسا نظر نہ آتا تھا جو ان کے شوہر ہونے کی اہلیت
رکھتا ہو۔ انکی نظر انتخاب صرف حضرت محمد بن عبد اللہ ہی کو ایسا پایا جو ان کے شوہر
ہو سکتے تھے۔ اگرچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس انتخاب میں ان کا سن کچھ زیادہ ہو گیا
وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوئیں اب صرف "ملیکۃ العرب" ہی نہیں رہیں بلکہ
رسالت سے ان کو سیدۃ النساء ہونے کی بشارت دی۔

”یا خدیجہ انت خیر و امہات المؤمنین و افضلہن و سیدۃ
نساء العالمین“

اے خدیجہ! تم مومنوں کی ماؤں میں سب سے بہتر اور افضل ہو اور عالم کے
عورتوں کی سردار ہو۔ مقتل الحنین جلد ۱ ابوالمرید احمد الموفق
احمد الملکی المنفی الخطیب خوارزمی ص ۲۵

یہ امر کہ حضرت خدیجہ رسول اللہ کے عقد کے وقت دوشیزہ تھیں یہ صرف
دعویٰ ہی نہیں ہے بلکہ اجلہ علمائے اسلام کی تحقیق ہے جس میں حرب ذیل حضرت

کہنے پر مجبور ہوتے کہ تحقیق اور یقینی بات صرف یہی ہے کہ حضور ختمی مرتبت کی بیٹی بطن جناب خدیجہ الکبریٰ سے فقط حضرت فاطمہ زہرا متولد ہوئیں تھیں پس اور اسی طرح علامہ مرزا محمداً خاں بدقتشاخی اپنی کتاب رجاۃ الاشراف میں رقم طراز ہیں کہ جب محققین نے تحقیق تو معلوم ہوا کہ زینب، رقیہ، ام کلثوم حضرت خدیجہ کی بہن ہالہ کی لڑکیاں تھیں جب ہالہ کا شوہر مرگیا تو ان لڑکیوں نے رسول اللہ کے گھر میں پرورش پائی اس طرح سے دختران رسول مشہور ہو گئیں۔
(کتاب کربلا کی شیر دل خاتون)

(۸) شیعہ ادرستی اصحاب میں زمانہ قدیم سے یہ بحث چلی آ رہی ہے کہ رسول خدا کی کوئی صاحبزادی بطن خدیجہ سے نہ تھی بجز سیدہ عالم حضرت فاطمہ زہرا کے اور حضرات اہل سنت مصر تھے کہ دو صاحبزادیاں حضرت عثمان کو رقیہ و ام کلثوم تھیں گئیں اور چوتھی زینب نامی ابوالعاص کے بیٹے سے بیاہی گئی۔

جہاں تک غیر متعصبانہ تاریخ کی تحقیق کی یہ ایک عام تاریخی غلطی ہے اس لئے نبی ہی گئی ہے تاکہ رسول خدا کے دامادی سے منزلت علوی کا مقابلہ کیا جائے پس جناب خلیفہ اول و دوم کو خسر ہونے کا شرف تھا تو خلیفہ ثالث صاحب کو دامادی کا شرف مل کر خاندان رسالت سے رشتہ داری قائم کچھ حالانکہ نہ خسر بننے کا کچھ شرف تھا اس لئے دیگر ازاواج بھی بے باپ پیدا نہ ہوئی یقیناً اور نہ ایسی دامادی کا شرف ہے اس لئے کہ عتبہ و غیبہ سپران ابولہب اور ابوالعاص بھی داماد جناب عثمان سے پہلے بن چکے ہیں خدا کی بارگاہ میں حسب و نسب رشتہ داری کی اگر پرکھش ہوئی تو رسول خدا کے چچا اور

پھوپھی باوجود کفر کے سب سے پہلے بخش دیئے جاتے۔

اصل ایمان و عمل ہے جسکی وجہ سے مومنین حضرات کو ذات علی مرتضیٰ پر فخر ہے اور بجا فخر ہے اور خود علی و آل علی کو فخر رہا ہے۔ پس اس سے کچھ حاصل نہیں باوجود اس کے تاریخ بھی اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرتی یہ ایک مسئلہ ہے جو بہت سے لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہے ہمیں یہ خیال ہوا کہ اس خاص موضوع پر ایک تنقیدی نظر ڈالیں اور عصب و عداوت سے کوئی تعلق نہ ہو پس تحقیق حق ہو۔

اولاد رسول خدا

شیعوں کی متفقہ اور مسلمہ یہ تحقیق ہے کہ بطن جناب خدیجہ اور صلب حضرت رسول خدا سے تین صاحبزادے قاسم، طیب، عبد اللہ اور ایک صاحبزادہ حضرت فاطمہ تھیں ایام رضاعت میں ان صاحبزادوں کا انتقال ہوا اور چوتھا فرزند رسول خدا کا جناب ابراہیم ام المومنین ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے چھ ماہ یا کچھ کم درازا زندہ رہے پس یہی اولادیں رسول خدا کے صلب اقدس سے پیدا ہوئیں حضرات اہل سنت اس بارے میں انتہا سے زائد مختلف (۱) شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة جلد ۲ ص ۵۳ میں تحریر فرماتے ہیں جملہ مورخین کا اجماع پر اتفاق ہے کہ رسول خدا کی چھ اولادیں ہیں دو پسر قاسم ابراہیم اور چار دختر زینب، رقیہ، کلثوم، فاطمہ مذکورہ اولادوں کے علاوہ اختلاف ہے بعض نے طیب و طاہر دو فرزندوں کا اور

افنا دہ کیا ہے اس بنا پر آٹھ اولادیں ہوتی ہیں۔ چار لڑکے چار لڑکیاں اور بعض
 علاوہ ابراہیم، قاسم، عبد اللہ کو بھی پسراں رسول خدا قرار دیا ہے چونکہ مدینہ طیبہ میں
 صغریٰ میں دنیا سے گزر گئے اور طیب و طاہر انہی کا لقب تھا اس لئے کہ ان کا تولد
 عہد اسلام میں ہوا تھا اور اکثر اہل النساب کا اسی پر اتفاق ہے اور اسی قول کو دارقطنی
 نے بھی ثابت کیا ہے اس بنا پر صرف سات اولادیں قرار پاتی ہیں پس چار دختر مشہور
 اور زبان زد خلایق ہی ہیں اور سواہب لدینہ میں دارقطنی سے روایت ہے کہ طیب
 طاہر علاوہ حضرت عبد اللہ کے ہیں پس اولاد ذکر پانچ قرار پائیں اور مجموعہ اولاد
 نو ہوئے اور بعض نے نقل کیا ہے کہ طیب، مطیب ایک شکم سے پیدا ہوئے اور طاہر
 مطہر دوسرے شکم سے اس قول کو صاحب صفوہ نے نقل کیا ہے اس حساب سے گیارہ
 اولادیں قرار پاتی ہیں اور بعض کا قول ہے کہ بعثت سے قبل ایک صاحبزادہ پیدا
 ہوا جس کا نام عبد مناف تھا اس حساب سے بارہ اولادیں ہوئیں علاوہ عبد مناف کے
 سب بعد بعثت متولد ہوئے ابن اسحاق نے کہا کہ علاوہ ابراہیم سب ہی قبل اسلام پیدا
 ہوئے اور ایام رضاع میں دنیا سے گزر گئے ابن اسحاق کے علاوہ یہ قول بھی بیان
 ہوا کہ عبد اللہ بعد نبوت متولد ہوئے اور اسی لئے طیب و طاہر ان کا نام ہوا۔ اصل
 اقوال یہ ہے کہ آٹھ ذکور جن میں متفق علیہ صرف قاسم و ابراہیم ہیں اور چھ مختلف فیہ
 عبد مناف، عبد اللہ، طیب، مطیب، طاہر، مطہر لیکن واضح یہ ہے کہ تین ذکور
 قاسم، ابراہیم، عبد اللہ اور چار دختر سب اولاد جناب خدیجہ سے تھے علاوہ ابراہیم
 (۲۱) اس پر اکتفا نہیں ہے علامہ ابن حجر اصابہ جلد ۸ ص ۲۷ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت
 کی ایک صاحبزادی کا نام برکتہ ہے جس کا ذکر جامع رجال عمدہ حافظ عبد الغنی نے

کیا ہے جس میں لکھا ہے قاسم پہلے بطن حضرت خدیجہ سے پیدا ہوئے پھر برکتہ ان کے
 بعد زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم یہ لکھنے کے بعد ابن حجر صاحب کو غلطی کا احساس
 ہوا فرمایا ابراہیم نے برکتہ کو قسم ثانی میں بنت رسول لکھ دیا ہے اسکے بعد غلطی ظاہر ہوئی
 جو تحریر سے پیدا ہوئی کیونکہ برکتہ خادمہ تھی جو حضرت خدیجہ کی اولاد کی خدمت کیا
 کرتی تھی تو معلوم ہوا کہ اصل کتاب میں اسی طرح تھا جب اس سے نقل کیا تو اس میں
 تحریف ہو گئی جس سے اس نے سمجھا کہ برکتہ قاسم کی بہن ہے۔

(۳) روضۃ الاحباب ص ۱۷ میں ترتیب اولاد رسول خدا اس طرح لکھی ہے۔ قاسم،
 عبد اللہ، ابراہیم، زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ حضرت مذکورہ میں بقول
 ان کے بجز حضرت ابراہیم سب بطن خدیجہ سے تھے اور بقول ان کے قاسم و عبد اللہ
 (طیب و طاہر) کے بارے میں فریقین متفق ہیں اور فریقین کا مختار ہے کہ یہ دونوں
 صاحبزادے آنحضرت کے صلبی فرزند تھے۔ رہا اختلاف اولاد دختری میں لیکن پھر
 بھی ابن حجر کی تحقیق سے اختلاف ہی رہا باوجود اتفاق کہنے کے اولاد اس بات
 میں کہ عبد اللہ جو متفق علیہ فرزند رسول ہے ان کا ذکر ہی ابن حجر نے نہیں کیا
 گویا اس نام کا کوئی فرزند بطن جناب خدیجہ سے تھا ہی نہیں۔

ثانیاً۔ ابن حجر نے لکھا ہے کہ جناب خدیجہ کے بطن سے آپ کی دس اولادیں
 تھیں۔ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر برکتہ پھر زینب پھر رقیہ پھر فاطمہ پھر ام کلثوم
 اور یہ روایت ترتیب روضۃ الاحباب کے بالکل خلاف ہے بلکہ تمام اہل سنت
 کے خلاف ہے۔

استعیاب ابن عبد البر مغربی ص ۶۷ میں لکھا ہے کہ رقیہ بنت رسول

خدیجہ بنت خویلد سے تھیں انکا ذکر پہلے ہوا زبیر اور لکے چچا مصعب کا قول ہے کہ وہ آنحضرت کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں علامہ جرجانی نے اسکی تصحیح کی ہے۔

قابل لحاظ یہ بات ہے کہ روایت اصابع میں جناب فاطمہ اور ام کلثوم میں خوردی بزرگی کا اختلاف تھا ابن عبد البر نے ایک میں اختلاف پیدا کیا انھوں نے فاطمہ اور رقیہ کے مابین خوردی و بزرگی کا اختلاف کر دیا اور اسکی تصحیح و تصدیق کی اور اپنا مختار قرار دیا اور اس کو معتبر و متواتر فرمایا چنانچہ ندیل حالات حضرت خدیجہ فرماتے ہیں۔ ابن کلی کہتے ہیں کہ زینب پھر فاسم پھر ام کلثوم پھر رقیہ پھر عبداللہ اور انھیں کو طیب و طاهر کہتے ہیں اور ابن کلی کہتے ہیں کہ یہی ترتیب صحیح ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے غلط ہے۔

پاکابر مورخین و اہل سیر کے اختلاف تھے اولاد رسول اور انکی ترتیب پیدائش میں جسکی تصحیح نہ ہو سکی تو کیا ثبوت اس بات کا کہ اولاد صلبی اور بالیہ میں امتیاز و فرق کیا ہو بخیر جناب سیدہ کوئی دختر نہ تھی۔ جو کچھ بیان اختلاف اولاد رسول سے تحقیق مورخین و انساب اہل سنت کی بے اعتباری معلوم ہوتی رہی کافی تھی لیکن دوسرے اسباب و وجوہ بھی اس بات کا یقینی ثبوت ہیں کہ یہ تینوں مخططات بہید رسول خدا تھیں۔

دولابی نے ذکر کیا ہے کہ رقیہ کا عقد حضرت عثمان کے ساتھ جہالت کے زمانہ میں ہوا تھا۔ اور غیر دولابی نے لکھا ہے کہ بعد اسلام عقد ہوا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوة ص ۱۵۷ جناب دولابی کا جو یا یہ تحقیق و تدقیق اہل تاریخ میں ہے و محتاج تعارف نہیں ہے بیشک یہی صحیح ہے لیکن مورخین کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ

رقیہ کا عقد جاہلیت و کفر میں عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوا تھا۔ یہ وہی عتبہ ہے کہ جس نے جناب رسول خدا کے چہرہ اقدس پر تھوک دیا تھا۔ جب اس نے رقیہ کو ترک کیا اس وقت جناب عثمان کے ساتھ عقد ہوا۔ یہ دونوں عقد اس بنا پر زمانہ جاہلیت و کفر ہی میں واقع ہوئے زائد برائیں یہ خبر اصاح جو عتبہ اور رقیہ کی علیحدگی کے متعلق کتب میں درج ہے کہ بسبب اسلام رسول رقیہ کو ابولہب نے اپنے فرزند سے افران کر لیا اس کے بعد عثمان کے ساتھ عقد ہوا یہ خبر ضعیف و غیر معتبر اور خبر واحد کی وجہ سے ناقابل اعتبار سمجھی جائے اور علت افران کچھ اور ہی ہو اس سے زائد اور کوئی خرابی نہیں آسکتی۔ نوادہ زمانہ کفر میں ایک عورت کا دو کافروں سے یکے بعد دیگرے عقد ہونا کوئی فیصلت عزت کی بات نہیں لیکن یہاں بحث اسکی نہیں ہے بلکہ دختر رسول خدا بطن جناب خدیجہ کے ہونے کی بحث ہے۔

اب غور کے قابل بات یہ ہے کہ جناب عتبہ کے جب عقد میں آپ آئی ہونگی تو آپ ہالہ ہونگی و در جب عقد جناب عثمان میں آئیں تب بھی ہالہ تھیں اور یہ سب واقعہ بعثت سے قبل کے ہیں دولابی صاحب کی روایت کی تصدیق نہ کیجائے تب بھی عتبہ کے ساتھ تو عقد ہونا مسلم ہے کل مورخین اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ہالہ تھیں۔

اصابع جلد ۸ ص ۱۵۷ میں مرقوم ہے کہ رقیہ کا عقد بعثت و نبوت سے پہلے عتبہ بن ابولہب کے ساتھ ہوا تھا اور ظاہر ہے کہ وہ ہالہ تھیں جب عقد عتبہ بن ابولہب میں آئیں جب عتبہ سے علیحدگی ہوئی تو اس کے بعد وہ رقیہ کا عقد جناب عثمان میں آئیں رقیہ اور ام کلثوم کے چھوٹے بڑے ہونے میں بھی کچھ اختلاف ہے لیکن یہ مسلم ہے کہ زینب دونوں سے بڑی تھیں۔

اب ذرا غور تو کرو کہ بعثت سے کئی سال قبل جناب خدیجہ کا رسول خدا سے عقد ہوا اور یہ تین تین جوان لڑکیاں جو دو دو مرتبہ بیاہی گئیں اور بعثت سے پہلے ہی تھیں اور پھر دعویٰ یتیموں صلب جناب رسول خدا اور وطن جناب خدیجہ سے تھیں کوئی بھی عقل کی بات، اور امکان بھی ہے کہ نہیں۔

استعیاب جلد ۲ صفحہ ۹۹ میں ہے کہ ام کلثوم بہت رسول اللہ کی ماں خدیجہ بنت خویلد انکی پیدائش حضرت فاطمہ اور رقیہ سے پہلے ہوئی جیسا کہ مصعب نے ذکر کیا ہے اگر عالم الناسب و اخبار ان کے تابعین نے مصعب کے اس قول سے اختلاف کیا ہے اور جو کچھ خدا ہے وہ آنحضرت کی خورد سال صاحبزادیوں میں اور وہ اختلاف بہت ہے اور بڑی صاحبزادی میں اختلاف بہت کم ہے اور صحیح یہ ہے کہ زینب سب لڑکیوں میں بری تھیں جیسا کہ ان کے حالات سے ثابت ہوتا ہے اسمیں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ عثمان ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بتایا ہے اور یہ ان کے اقوال پر دلیل ہے جنہوں نے مصعب اختلاف کیا ہے کیونکہ یہی بین الخواص والعوام ہے کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے ہوا کرتی ہے واللہ اعلم اس روایت کے بالکل صاف کر دیا کہ رقیہ دام کلثوم سے سن میں بڑی تھیں دونوں بعثت سے پہلے بالغ ہوئیں اور ایکس بار میں دوبار بیاہی گئیں پہلے عقبہ کے ساتھ پھر جناب عثمان کے ساتھ بعثت کے پہلے ہی ماہ کون خارج از عقل ایسی بیاہی اور قیام و مہمل بات کہہ سکتا ہے کہ دس سال کی مدت میں تین صاحبزادیاں پیدا بھی ہوئیں جو اب بھی ہوں اور دو مرتبہ بیاہی بھی جائیں۔

بربناء صابہ جلد ۲ صفحہ ۹۹ زینب سب بڑی لڑکی تھیں اور سب بہنوں سے پہلے ان کی شادی ہوئی نبوت کے دس سال پہلے پیدا ہوئیں۔

علمائے اہل سنت نے تینوں صاحبزادیوں کی قبل از بعثت ولادت و بلوغ اور دو دو شادیاں بیان کرنے پر اکتفا نہیں کی بلکہ تفاوت عمر کو بھی بیان کیا ہے جیسا کہ آپ کی عمر تیس سال تھی تو زینب پیدا ہوئیں اور ۳۲ تینتیس سال کی عمر میں رقیہ کی ولادت ہوئی ان کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بالاتفاق فریقین چالیس سال کی عمر میں بعثت ہوئی تو اب دس ہی سال باقی بچے بعثت سے قبل تینوں جوان ہوئیں دو مرتبہ شادیاں ہوئیں رقیہ جو تینتیس سال کی عمر میں پیدا ہوئیں انکی عمر بوقت بعثت رسول خدا سات سال کی ہوئی۔ اور اسی سات سال میں انکو بلوغ ہوا عقبہ سے شادی بھی ہوئی فاطمہ بھی ہوئی اور پھر عثمان سے دوسرا عقد بھی ہو گیا۔ اور ام کلثوم ان سے بھی چھوٹی تھیں تو ظاہر ہے کہ رقیہ سے ایک سال تو چھوٹی ہوں گی یہ چھ سال میں جوان ہوئیں اور دو دو شادیاں بھی ہوئیں کیا کوئی صحیح الدماغ اسکو باور کر سکتا ہے بالاتفاق مورخین بچپن سال کی عمر میں رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ سے ہوا اور چالیس سال کی عمر میں حضرت کی بعثت ہوئی پندرہ سال میں سات اولادیں زینب رقیہ ام کلثوم فاطمہ قاسم طیب عبداللہ پیدا ہوئیں یا جن مورخین نے کہا ہے کہ دوبارہ۔ اور نو یا آٹھ یا اختلاف روایات اولادیں قرار دیں کیا یہ ممکن ہے کہ کئی اولادیں پیدا ہوں تین جوان ہوں اور دو مرتبہ بیاہی جائیں۔ جناب سیدہ کی عمر بوقت عقد پندرہ سال چھ ماہ کی تھی جیسا کہ بخاری ورقانی شرح مواہب اللد اصباحہ و تاتاریخ نمیں۔ روضۃ الاحباب۔ مدارج النبوة۔ ازالۃ الخلفاء وغیرہ میں ہجرت کے دوسرے سال اور بعثت سے دس سال سات ماہ بعد اس لئے کہ حضرت علی کی بوقت نکاح اکیس سال یا سب سے ماہ کی تھی اور ولادت ان جناب کی بقول ابن حجر

دس سال قبل بعثت ہوئی جسکو ابن حجر نے راجح قرار دیا ہے اس حساب سے ولادت جناب سیدہ بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی اور بروایت ابن حجر کلثوم جناب سیدہ سے بھی چھوٹی تھیں اگر سال پیچھے ولادت کے قائل ہوں تو ام کلثوم کی عمر چار سال بعثت کے وقت معلوم ہوتی ہے اور بروایت استعیاب و جرجانی رقیہ سب سے چھوٹی اولاد ہونے پر اس سال کی چھوٹی بڑائی میں بعثت کے وقت تین سال رہی جاتی ہیں اور مورخین شیعہ سنی متفق علیہ ہے کہ رقیہ دام کلثوم کی شادیوں قبل بعثت رسول اول عقبہ و عقیبہ سے ہوئیں پھر یکے بعد دیگرے حضرت عثمان سے تو اس حساب سے تین اور چار سال کی عمر میں یہ دونوں بالغ بھی ہوئیں و درود شادیاں بھی ہوئیں کیا کسی باحواس آدمی کی یہ سمجھ میں آسکتا ہے اور اگر ابن کلبی کا قول نہ مانا جائے اور رقیہ کو اصغر اولاد نہ گنیں تو جناب سیدہ اصغر اولاد ہوگی اور رقیہ اور ام کلثوم بڑی تب ایک چھ سال اور دوسری سات سال کی وقت بعثت ہوئیں اور بلوغ و عقد و طلاق و عقد ثانی سب کچھ اسی چھ سال میں ہوا اگر رسول اللہ کی کرامت کہا جائے تو ممکن ہے ورنہ خلل و مانع ہے۔

بقول زبیر اگر ترتیب اس طرح سے ہو کہ پہلے قاسم پیدا ہوئے پھر زینب پھر عبد اللہ بن کو طیب و طاہر کہتے ہیں جو بعد نبوت پیدا ہوئے پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ (استعیاب ص ۲۹) اس قول کی بنا پر اور لینے کے دینے پر جاتے ہیں عقبہ و عقیبہ کے ساتھ شادیاں ام کلثوم رقیہ کی جو متفق علیہ بین الفرقین ہیں بعد بعثت ہوں گی و درود کا فزول کے ساتھ ان دونوں کا اسلام کی حالت میں عقد ہوا پھر دونوں سے طلاق ہوئی پھر حضرت عثمان سے عقد ہوا کب پیدا ہوئیں کب بالغ ہوئیں کس وقت و درود

بیاہ ہوئے اس لئے کہ عبد اللہ کے بعد سے سب اولادیں بعد بعثت ہوئیں اس کے علاوہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں سے بیاہ دینا کتنا برا لازم ہے رسول اللہ پر یہی اشکال یہاں ہوگا۔

کلبی صاحب کا بیان صحیح ہے تو سب سے پہلے زینب پھر قاسم پھر کلثوم پھر فاطمہ اور پھر رقیہ پھر عبد اللہ جن کو طیب و طاہر کہتے ہیں پیدا ہوئے (استعیاب ص ۲۹) تو کہنا پڑے گا کہ چھوٹی بیٹی رقیہ کا عقد کفر کی حالت میں دو کافروں عقبہ و جرجانی عثمان سے قبل بعثت کر دیا جائے اور بڑی بیٹی فاطمہ کا عقد سالہا سال بعد مکہ ہجرت کے دوسرے سال کیا جائے مدینہ منورہ میں اور غیر متعارف اور درواز قیاس بات رسول سے ظہور میں آئے جیسا کہ رقیہ اور ام کلثوم کی عمروں کے بارے میں علامہ عبد البر نے اشکال کیا ہے یہی اشکال بہتان ہوگا۔

جیسا کہ وہ فرماتے ہیں اس امر میں کسی کو بھی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان ام کلثوم کو رقیہ کے بعد بیاہا اور یہ ان لوگوں پر دلیل ہے جو مصعب کے مخالفین ہیں کیونکہ متعارف یہی ہیں کہ بڑی لڑکی کی شادی چھوٹی سے پہلے کر دیکھتی ہے (استعیاب جلد ۲ ص ۲۹) جناب بخاری نے حضرت عثمان کی ہجرت کو بعد نزول آیتہ و انذرعشیتک الاذین نقل فرمائی ہے اور نزول اس آیتہ کا بعثت سے چوتھے سال مکہ معظمہ میں ہوا دیکھو تاریخ طبری مسند امام احمد بن حنبل، معالم التنزیل، ابوالفداء، کامل البحر، خصائص نسائی، اور مصعب و دیگر اصحاب علم النساب کا قول ہے کہ رقیہ عقبہ بن ابی لہب کی بی بی تھیں اور ام کلثوم عقبہ لیسر ابو لہب نے اور ماں حماتہ الخطیب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا تم دونوں محمد کی بیٹیوں سے جدائی اختیار کرو اور ابو لہب نے بھی کہا میرا اور

ان کا اکٹھا رہنا اب حرام ہے اگر تم دونوں نے جدائی اختیار نہ کی تو ہم تم دونوں کو پس پوشیدہ تھے تو عثمان نے اجازت طلب کی وہ حبشہ ہجرت کریں حضرت نے چھوڑ دیں گے ابن شہاب نے کہا کہ اسکے بعد رقیہ کا عقد حضرت عثمان سے ہوا اور وہ اجازت دی میں کھانا لیکر گئی تو آپ نے پوچھا عثمان اور رقیہ کیا ہوئے میں نے حضرت عثمان کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر لیں (استعیاب ص ۲۲۷)

بخاری اور استعیاب کی روایت ملائے سے معلوم ہوا کہ اس وقت تک ام کلثوم جان ہے یہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط کے بعد ہجرت کی۔ کا عقد حضرت عثمان سے نہیں ہوا تھا اس لئے کہ رقیہ کے مرنیکے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا (اصابہ ص ۸۷) یا اور بھی مصیبت نازل ہوئی کہ اس کے رسول اللہ کی ہجرت مدینہ کی طرف حبشہ تو رقیہ ساتھ گئی تھی۔ انکی واپسی پر رقیہ کی وفات کے بعد ام کلثوم کا عقد ہوا (مکاشفہ حبشہ) یعنی بعثت کا تیرھواں سال (سیرت النبوی) اگر بخاری صاحب کی روایت جھٹلانے کی کس میں محبت ہے تو برداشت طبری۔ اس وقت حضرت رقیہ ساتھ حبشہ گئیں تو مانتا پڑے گا کہ اس وقت تک ام کلثوم کا عقد خمیس و روضۃ الاحباب، کامل، انوار الفدا وغیرہ ہجرت حبشہ پانچویں سال جناب عثمان سے نہیں ہوا تھا اس سے زائد قیامت کا مضمون یہ ہے سدا ابواب مسجد کا نبوت کے اعلان کے واقع ہوئی۔ اور یہی قرین قیاس بھی ہے اس لئے کہ تین سال حکم ناطق دربار رسالت سے جاری ہوا ہے اور جناب عثمان نے اپنا دروازہ مسجد رسول بعثت کے بعد رسول خدا پوشیدہ رسالت کی تبلیغ کرتے تھے اور جو تھے ساتھ لے کا بند کیا ہے اس وقت بھی جناب رقیہ موجود نظر آتی ہیں جو عقد جناب یدہ کے بعد کا سے قبیلہ کو دعوت دی اور پانچویں سال بعثت کے سورہ بخت پیدا اگر نازل نہیں واقع ہے سہ ہجری میں جناب یدہ کی شادی ہوئی ہے۔ بخاری، زر خانی، شرح مواہب ہوئی اور دعوت قریش کے بعد ہی ابو لہب نے طلاق دلا دی اور سورہ بھی اسی وقت

نازل ہو گیا تو چار سال بعد اظہار نبوت عثمان کی شادی رقیہ کے ساتھ ہوئی اور پانچویں سال ہجرت حبشہ تو ظاہر ہے کہ پانچ سال اعلان نبوت تک ام کلثوم کا عقد عثمان سے نہیں ہوا پھر وہ ہجرت حبشہ سے جب واپس آئے ہوں گے اس کے بعد عقد ہوا ہو گا۔

اور یہ روایت بھی غلط مانی جائے اور ابن حجر صاحب کی روایت کو اصح روایات قرار دیا جائے تو فرماتے ہیں کہ "اسما بنت ابوبکر فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے باپ کیلئے کھانا غار پر لے جاتی تھی جبکہ وہ رسول خدا کے ساتھ غار غفاری سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اصحاب نبی جب وارد مدینہ ہوئے تو

ان کے گھر نہ تھے جس میں وہ شب کو رہا کرتے اس لئے سب مسجد ہی میں رہتے (۳) یہ معلوم نہیں لڑکوں کے کیا نام تھے
 تو حضرت نے ان سے کہا تم لوگ مسجد میں نہ سویا کرو ایسا نہ ہو محتلم ہو اس کے بعد (۴) یہ بھی معلوم نہیں کہ کس کی ولادت قبل بعثت ہوئی اور کس کی بعد بعثت
 لوگوں نے گرد مسجد کے مکان بنوائے تھے اور دروازے مسجد کی طرف قرار دیئے (۵) یہ معلوم نہیں شادیاں کس کی کب ہوئیں
 حضرت نے معاذ بن جبل کو ان کے پاس بھیجا انھوں نے ابو بکر کو آواز دی اور کہ (۶) یہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت حبشہ کب ہوئی اور رقیہ کب تک زندہ رہیں
 رسول اللہ تم کو حکم دیتے ہیں کہ مسجد سے نکل جاؤ ابو بکر فوراً نکل گئے اور (۷) یہ معلوم نہیں کہ ان میں برا کون تھا اور چھوٹا کون تھا۔
 بند کر لیا پھر عمر سے کہا انھوں نے بھی فوری تعمیل کی مسجد سے نکل گئے مگر ایک متضاد و مختلف واقعات اور نامربوط و جہل تحقیقات کے باوجود دعویٰ
 دریکے کی اجازت چاہی معاذ نے یہ پیغام عمر کا رسول خدا کو پہنچا دیا پھر عثمان پھر اصرار کے ساتھ کہنا کہ تمہیں رسول زادیاں ہیں اور بن جناب
 کو یہ حکم دیا حالانکہ ان کے پاس رقیہ تھیں عثمان نے بھی کہا سمعاً و طاعة اندیکہ سے تھیں۔

دروازے بند کرنے اور مسجد سے باہر چلے گئے (۸) الحدیث مناقب المغازی (۹) ائمہ یہ ہے کہ تاریخی و معانی اس وجہ سے کی گئی کہ کسی نہ کسی طرح سے حضرت
 اس سے صفات واضح ہوا کہ سب باب مسجد کے وقت تک رقیہ زندہ تھیں اسمیر لثمان ذوالنورین بنا دیں ہمارے خیال میں حضرت رقیہ دام کلثوم کے مسلم
 کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ حضرت عثمان نے ام کلثوم سے عقد بعد رقیہ کیا ہوا و ذوالنورین کہنا مناسب نہیں ہے اگر ان کی وجہ سے ان کا خاندان ذوالنور
 استیباب جلد ۲ ص ۳۰ اب دیکھو ان مذکورہ روایات کو جو بتاتے ہیں کہ قریب ہوا ان میں سے ہر ایک کا فر شوہر ذوالنور تو ضرور ہوا کیونکہ نور تو ویسا کا ویسا
 ام کلثوم کا عقد زمانہ جہالت میں حضرت عثمان کے ساتھ ہوا قبل از بعثت رہا کا فر خاندان ہونے کی وجہ سے عورت کے نور سے ہونے میں کوئی فرق نہیں
 ہم اوپر تذکرہ کر آئے ہیں کہ اہل سنت مورخین رسول اللہ کی اولاد پانچ سے بڑا یہ سب محالات عقلیہ اور خرافات تاریخیہ صرف اس بنا پر ہیں کہ بہتوں کو دختران
 تیرہ تک بتاتے ہیں جیسا کہ اس کتاب میں بھی ہے مصباح الہدایت حصہ سوم رسول ثابت کیا جائے اور اگر تحقیق شیعہ کو تسلیم کیا جائے تو نہ کوئی محال عقلی للہ
 بنات النبی وغیرہ میں اتنا ہے اور نہ تاریخی۔ وہ بے شک رسول کی ربیہ تھیں اور جناب خدیجہ کے بطن سے
 بھی نہ تھیں۔ رسول خدا نے بہ ہزار شفقت و محبت انکی پرورش و تربیت کی۔ اور
 شادیاں کیں۔

اب غور طلب اموریہ ہیں

(۱) یہ معلوم نہیں کہ رسول خدا کی کتنی اولادیں تھیں

(۲) یہ معلوم نہیں کتنے لڑکے اور کتنی لڑکیاں تھیں

جس سے قلم و شواہد بیاں رفع ہو جاتی ہیں بات یہ ہے کہ معاویہ شاہی حدیثوں نے

تاریخی روایتی روایات کا ملبیا میت کر دیا اور کوئی امتیاز و علامہ اس حدیث سے زائد واضح درویش کون سی حدیث ہوگی جس میں صاف بتایا
صداقت کی احادیث و اخبار اہل سنت میں باقی نہیں چھوڑی۔ ورنہ خواہ رسول زادوں بجز فاطمہ زہرا کوئی نہ تھی ورنہ جس طرح سے جواب دینے والے نے
کہ کیا معیار ہے اور کیا علامات اس کے ہیں کہ یہ معاویہ شاہی ہے اور عزیزی میں حضرت حمزہ کی نظیر پیش کی تھی کوئی صحابی تو یہ کہتا جب یہ کہا کہ
حضرت نے اپنی بیٹی کے خیال سے چھوڑ دیا تو جواب دینا تھا کہ رسول خدا کی بیٹی قبیہ
غیر معاویہ شاہی۔

احادیث سداً ابواب مسجد میں ایک وہ حدیث بھی ہے جس کو محمد بن حسنہ بھی جو گھر میں عثمان کے موجود ہیں مگر کسی کے منہ سے نہ نکلا اس لئے کہ وہ
زبالہ اور کھنٹی نے (مصنف اخبار مدینہ) اپنی سند سے روایت کیا ہے سب جانتے تھے کہ رقیہ صلیبی بیٹی رسول اللہ کی نہیں ہے بیٹیوں کا قصہ معاویہ کے
ایک صحابی سے ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے یکا یک ایک منادی نے آواز دیا در کی پیداوار ہے۔

ایہا الناس اپنے اپنے دروازے بند کر لو سب نے سنا اور کسی نے حرکت نہ کی اگر کہو کہ رقیہ وہاں موجود نہ تھیں تو یہ بھی غلط ہے چنانچہ ابن المغازی والی
دوسری مرتبہ پھر اس نے ندا کی مگر کوئی جگہ سے نہ اٹھا اور ہر ایک کہنے لگا
کیا مطلب ہے یہی مرتبہ منادی نے آواز دی ایہا الناس اپنے اپنے دروازے بند کر لو اس سے قبل کہ تم پر عذاب آجائے یہ سن کر سب جلد جلد اٹھے اور حضرت
حمزہ اپنی ردا کھینچے ہوئے اٹھے ہر شخص کا دروازہ مسجد کی طرف تھا ابوبکر و

عثمان کا اس وقت علی آکر بالین رسول خدا کے کھڑے ہو گئے حضرت نے جناب امیر
فرمایا تم کو کس بات کا غم ہے گھر جاؤ اور دروازہ بند کرنے کا حکم نہ دیا ہم لوگو
نے دروازہ بند کر لیا اور علی کا دروازہ چھوڑ دیا حالانکہ وہ ہم سب سے چھوٹے
بعض نے کہا بوجہ قرابت چھوڑ دیا تو دوسروں نے کہا حضرت حمزہ تو ان سے
قریب ہیں کیونکہ رضاعی بھائی بھی ہیں اور چچا بھی بعض نے کہا کہ حضرت نے اپنے
بیٹی کے خیال سے چھوڑ دیا۔ الحدیث و وقار الفلأخبار دار المصطفیٰ ص ۱۹

اس حدیث سے ایک بات معلوم ہوئی کہ ہند باوجود ربیب ہونے کے حضرت
رسول خدا کی ابوت پر فخر کرتے ہیں اسی طرح رقیہ کلثوم زینب کا باوجود ربیب ہونے
کے رسول خدا کو باپ کہنا اور فخر کرنا اگر تاریخ سے ثابت ہو تو کوئی تعجب نہیں ہے
اور اس بنا پر دختر صلیبی کیوں قرار پائیں گی۔

دوسرے یہ ہے کہ بند بن ابی ہالہ کا جناب سیدہ اور حضرت قاسم پر افتخار کرنا اور
جلد اول ۳۲۶ ہجری۔

کسی بہن بھائی کا نام نہ لیا کافی ثبوت ہے کہ کوئی لڑکی بطن جناب خدیجہؓ گھر میں تھیں تو آدمی بھیج کر بلایا جانا بتلاتا ہے کہ رسول خدا کی صہیلی بیٹیاں رقیہ و ام کلثوم، زینب نام کی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ صاحب رسول خداؐ نہیں تھیں۔

ورنہ ہندوان پر بھی خر کرتے اور نام لیتے۔ ہند نہایت فصیح و بلیغ تھے جناب آیت مہاہل میں بجز امام حسن و امام حسین اور جناب سیدہ اور حضرت علیؑ «فسائنا» کے ساتھ جنگ جمل میں شریک ہو کر شہید ہوئے صحابی تھے ربیب رسول خداؐ انکی شہادت سے بڑھ کر کس کی شہادت ہوگی۔

کتاب الانوار و البلاغ میں تصریح ہے کہ رقیہ اور زینب دونوں ہالہ خواہ حضرت خدیجہ کی اولادیں تھیں۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ بجز زینب و رقیہ اور ام کلثوم نام کی کوئی رسول خدا کی صاحبزادی نہ تھیں ورنہ صاحب کتاب الانوار و البلاغ ضرور بتلاتا کہ رسول اللہ کی صہیلی بیٹیاں ہیں۔ معاملہ بالکل صاف ہو گیا علاوہ اس کے جو حقیقت تھی لکھ دی۔

جب آیت تطہیر کا نزول ہوا تو تمام مفسرین محدثین و مورخین کا اتفاق ہے کہ بجز امام حسن و امام حسین جناب امیر فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اجمعین پر چادر تطہیر کوئی نہ تھا۔

سند احمد بن حنبل۔ طرانی۔ تاریخ طبری۔ تفسیر و منشور تفسیر ثعلبی معالم الشریعہ ابن مردویہ۔ طبقات ابن سعد۔ تفسیر ابن ابی حاتم۔ صحیح مسلم۔ جامع ترمذی۔ مستدرک حاکم۔ صحیح بخاری۔ کتاب الفردوسی۔ ویلی۔ کتاب المختصر من المختصر من شکل الآثار، نیایع المودۃ۔ اب فرمائیے کہ زینب رقیہ ام کلثوم اور داماد ذوالنورین نے کیا قصور کیا تھا اگر وہ اولادیں ہوتیں تو ضرور بلائی جاتیں اگر

گھر میں تھیں تو آدمی بھیج کر بلایا جانا بتلاتا ہے کہ رسول خدا کی صہیلی بیٹیاں رقیہ و ام کلثوم، زینب نام کی نہ ہوئی تھی چہ جائیکہ صاحب رسول خداؐ نہیں تھیں۔

آیت مہاہل میں بجز امام حسن و امام حسین اور جناب سیدہ اور حضرت علیؑ «فسائنا» اور انفسنا میں بجز سیدہ عالم اور حضرت علیؑ کسی کا ذکر نہ فرمایا۔ صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سند احمد بن حنبل، مستدرک علی تصحیح الحاکم، صواعق محرقة، کنز العمال، دارقطنی، نیایع المودۃ، ابن مردویہ، ابوالعیسیٰ، محمد بن احمد کوفی، ابرار العراقی، حافظ ابو قیم یحییٰ بن اسود نے اس کو اپنے مؤلفات میں نقل کیا ہے۔

اب غیر مسلم کی طرف آئیے۔ شیکاگو یونیورسٹی کے استاد پروفیسر میک ڈائلڈ، پرافٹ آف ارے میا مطبوعہ شیکاگو ۱۹۰۶ء۔ مٹرڈی، ایم جارج۔ اسلام اسے گریٹ۔ ریلیجن آف دی ورلڈ مطبوعہ لندن ۱۹۳۶ء۔ یہودی ڈاکٹر شائل گروٹ پروفیسر آف فلاسفی دی ارے میں ریفارم مطبوعہ واشنگٹن امریکہ جلد ۲، ۱۹۵۵ء۔ قرآن کریم کا مسیحی مفسر یادری سیل۔ ہندو لالہ جے کرشن جگت رسالہ عرب کا مہارشی مطبوعہ فیروز پور ۱۹۳۷ء۔

رسول خدا نے رقیہ ام کلثوم زینب اور ان کے شوہر عقبہ عقیبہ ابوالعاص جناب عثمان کا کہیں تذکرہ بیٹی داماد میں نہیں کیا جس سے کوئی رشتہ رسول خدا کے ساتھ ثابت نہیں ہوتا۔

آیت مودۃ قل لا امسئکم علیہ اجر الا المودۃ فی القربی اس آیت

میں جن کی محبت فرض امت پر قرار پائی وہ بھی یہی حسن حسین علی وفاطمہ ہیں۔
تفسیر امام واحدی۔ امام احمد بن حنبل۔ ابن ابی حاتم۔ طبرانی۔ حاکم۔ دیلمی۔ طبری
رقیہ ام کلثوم و زینب اگر دختران رسول ہوتیں تو بے شک انکی محبت بھی فرض
ہوتی اور کسی حدیث میں ان کا ذکر ہوتا قرابت داروں میں۔

اگر رقیہ، کلثوم، زینب اولادیں رسول اللہ کی ہوتیں تو علماء محدثین انکو بھی
آل رسول میں شامل کرتے برخلاف اس کے آل رسول مخصوص کئے گئے امام حسن اور
امام حسین حضرت علی اور حضرت فاطمہ زہرا کے چنانچہ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی
کی رائے ہے کہ آل کے تمام معنی ان چار ذوات مقدسہ میں مجتمع ہیں یہی آنحضرت کے
اہل بیت ہیں انھیں پر صدقہ حرام ہے اور یہی آنحضرت کے دین کے کامل طور پر پیر
ہیں اور یہی رسول کے دین پر چلنے والے ہیں لہذا آل کا اطلاق انھیں پر حقیقتاً ہو سکتا
ہے اور غیر پر مجازاً اور اسی پر علماء کا اتفاق ہے (مطالب السؤل)
هو الذي خلقني من الماء بشراً فجعلهم نسباً وصحوا

محمد بن سمرین کہتے ہیں کہ یہ آیت جناب امیر اور حضرت فاطمہ زہرا کے حق میں نازل
ہوئی ہے نسباً حضرت علی ابن عم رسول ہیں اور بوجہ شوہر ہونے حضرت فاطمہ کے
داماد ہیں (کفایت الطالب النص الجلی) دامادی رسول کی اور رشتہ داری
رسول کی عظمت ہو کہ قرآن مجید اس کا ذکر کرے لیکن اس دامادی اور رشتہ داری
کے سوا اور کسی رشتہ داری و دامادی کا اچھا برا کوئی ذکر قرآن مجید میں نہ ہو۔
ائمہ اہل حدیث نے اسکی تصریح کی ہے کہ نکاح میں کوئی مخلوق اہل بیت کا کفو
نہیں ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ رسول خدا

کے خصائص میں سے یہ ہے کہ انکی اولاد کا کوئی کفو نکاح کے لئے مخلوق میں
نہیں ہو سکتا۔
خود رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ اگر علی نہ ہوتے تو فاطمہ کا کوئی کفو نہ ہوتا۔
(فردوس دیلمی)

اب ذرا غور کر در رسول خدا کا یہ ارشاد گرامی اور علماء اہل سنت کا اتفاق تو کیا
عقبہ عقبہ کفو اولاد رسول کے تھے یا ابوالعاص ان کا فرد کے ساتھ رقیہ زینب
ام کلثوم کی شادی متفق علیہ ہے پھر یہ کفو والے احادیث و اقوال یا غلط ہیں اور
یا یہ غلط ہے کہ ان تینوں میں ایک بھی صلیبی اولاد رسول کی نہ تھی۔

حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول خدا فرماتے تھے کہ ہر ایک سبب و نسب قیامت
کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا نسب و سبب اور ہر ایک ماں کے بیٹوں کے
لئے عصبہ باپ کی کی طرف سے ہوتے ہیں بجز اولاد فاطمہ کے کہ جس کا باپ اور
عصبہ میں ہوں (مستدرک حاکم۔ تاریخ ابن عساکر حلیۃ الاولیاء۔ کتاب
الموافقة ابن اسحاق۔ نیابعات مسلم۔ سنن دارقطنی۔ معجم طبرانی۔ شعب الایمان
بہقی۔ مناقب ابن المغازل۔ ذریت طاہرہ دولابی۔)

اب ہمیں مارا ابوالعاص عقبہ عقبہ ایسے کا فرد کا سبب و نسب رسول خدا
سے قیامت کے روز تک باقی ہے یا منقطع اگر یہ سبب و نسب صہریت کا قیامت کے
روز تک باقی ہے تو باوجود کفر سب جنتی ہیں جیسا کہ احادیث کثیرہ میں مروی
ہے لیکن چونکہ رسول سے ان کے صہریت و سبب کچھ نہ تھی اس لئے ان اقوال
میں انکا ذکر نہیں ہے اور جب ان سے صہریت نہیں تو حضرت عثمان سے کونسا

رشتہ ناتہ ہوگا انھیں کفار کی بیٹیاں تو ان کے عقید میں آئی تھیں۔

بعد سقیفہ جب جناب امیر دربار خلافت میں لائے گئے تو جناب امیر نے پوچھا مجھ کو کیوں بلا یا گیا حضرت عمرؓ نے کہ اس لئے کہ سب ابو بکر کی بیعت کر لی ہے آپ بھی بیعت کر لیں۔

جناب امیر جس دلیل سے تم نے انصار پر فوقیت حاصل کی اور اس منصب کو حاصل کیا اسی کو میں تم پر حجت میں پیش کرنا ہوں سچ سچ بتاؤ آنحضرت سے قریب تر کون ہے۔

جناب عمر جب تک تم بیعت نہ کرو گے ہم تم کو نہیں چھوڑیں گے۔

حضرت امیر پہلے میری بات کا جواب دو پھر بیعت طلب کرو۔

ابو عبیدہ۔ اے ابوالحسن تم بسبب سابقیت اسلام اور فضل قرابت قریب آنحضرت حکومت و خلافت کے لائق ہو لیکن جب صحابہ نے جناب ابو بکر سے بیعت کر لی ہے تو مناسب یہی ہے کہ آپ بھی موافقت کر لیں۔

حضرت امیر تم آنحضرت کے ارشاد کے مطابق اپنی سچائی سے اس امت کے امین ہو کیا اس فکر میں ہو کہ خدا نے جو سواہب و کرامات خاندان نبوت میں عطا فرمائے ہیں اور دوسری جگہ منتقل کر دو مبسوط قرآن و دوحی اور امور اور نہی اور منبع فضل و علم اور معدن عقل و حلم ہم لوگ ہیں اور ان امور کی وجہ سے خلافت و امارت کے حقدار ہیں۔

بشیر بن سعد انصاری۔ اے ابوالحسن جن باتوں کو تم آج ظاہر کر رہے ہو پہلے سے معلوم ہوتیں تو بلا کسی قصیدہ و قصہ کے تم سے بیعت کر لی جاتی تم

گھر میں بیٹھے رہے لوگوں سے ملاقات چھوڑ دی لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ تم غلام سے کنارہ کشی کرتے ہو جب مسلمانوں کی جماعت نے کسی دوسرے کو قبول کر لیا تو آج کہنے بیٹھے ہو۔

جناب امیر۔ اے بشیر کیا تمہاری نظر میں یہ جائز تھا کہ میں جسدا طہر رسولؐ کو بے غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے لئے لوگوں سے جھگڑنے لگتا۔

حضرت ابو بکر نے جب یہ دیکھا کہ جناب امیر کے جوابات نہایت معقول و مدلل ہیں تو زمری سے کہنے لگے اے ابوالحسن میرا یہ خیال تھا کہ تم اس امر میں میری مخالفت نہ کرو گے اس لئے میں نے بیعت لی اگر تمہارے اختلاف کا خیال ہوتا تو ہرگز بیعت نہ لیتا اب تم میری موافقت کرو۔ (رد فتنۃ الاحباب جلد ۲)

جناب امیر کے استدلال کی مجمع اصحاب میں کسی نے رد نہ کی اور تصدیق کی جن میں حضرت عمر اور خود حضرت ابو بکر اور جناب ابو عبیدہ اور بشیر بن سعد کا نام تو خود فتنہ حدیث میں موجود ہے ظاہر ہے بنی ہاشم اور بھی اس وقت زندہ موجود تھے بالخصوص جناب عباس چچا قھے اگر قرابت نسبتی متصور ہوتی تو کوئی نہ چوکتا اور جناب امیر کو سکوت کرنا پڑتا جیسا سد ابواب والی حدیث میں فوراً حضرت حمزہ کا نام لے دیا گیا تھا۔

اب رہی دامادی۔ صہریت اگر عثمان واقعی داماد ہوتے تو یقینی سبب چیخ و ہکار مجاہدیتے حضرت آپؐ تو سنگل داماد ہیں حضرت ذوالنور۔ ذیل داماد ہیں کسی نے بھی کچھ نہ کہا یہ واضح دلیل ہے کہ صہریت و دامادی منحصر حضرت آپؐ میں تھی ورنہ یہ وقت ادعاے خلافت تھا ایسی باتوں سے عروج کرنا لازمی تھا۔

جس وقت جناب فاطمہ زہرا بنت رسول کا عقد جناب امیر سے ہوا تو خداوند کریم
خود متولی عقد ہوا چالیس ہزار ملک گواہ ہوئے (ارجح المطالب مولوی عبید اللہ
امر تسری ص ۲۹۹ زینب، رقیہ، ام کلثوم اگر بیٹی رسول کی ہوتیں تو ضرور کوئی بات
ان میں ہوتی۔

عقد جناب فاطمہ میں درخت طوبی سے گوہر و یاقوت نچھاور کئے گئے (ارجح المطالب
ایک دختر کے عقد کا یہ اہتمام مین کے لئے کچھ بھی نہیں پس باوہ اولاد رسول نہیں
اور تھیں تو اس اکرام کے قابل نہ تھیں پھر ذوالنورین کا شرف کس برتہ پر۔
سینکڑوں حدیثیں فضائل جناب یدہ میں رسول خدا نے فرمائی ہیں یہ کیسی بے انصافی؟
کہ اور بیٹیوں کے حق میں ایک روایت بھی نہ فرمائی صاف دلیل ہے کہ بیٹیاں نہ تھیں
اور اگر تھیں بھی تو کوئی تفصیلت نہ رکھتی تھیں پھر ایسوں کے شوہروں کو کیسا
نفیست ہو سکتی ہے۔

رسول زاد یوں کا کفر کی حالت میں رہنا اور کافروں سے عقد ہونا کون سی نفیست
ہے جناب فاطمہ بھی قبل بعثت پیدا ہو چکی تھیں اور رقیہ سے بڑی تھیں جیسا کہ مذکور
ہوا ان کو بٹھال رکھنا اور دوسروں کو کافروں سے بیاہ دینا کافی ہے اس بات کے
ثبوت میں وہ بیٹیاں نہ تھیں اور نہ شری لگی جا رہی تھیں کہ بعد از اسلام انکا نکاح
مسلمین سے کیا جاتا۔

مورخین یورپ نے بھی اسکو تسلیم کیا ہے کہ جناب یدہ اکلوتی بیٹی رسول خدا کی تھیں
مین خلیفوں نے پیہم راج کیا قبل اس کے کہ علی اپنے حق پر پہنچیں جس کے وہ
اس قدر متحقی تھے نہ صرف بلحاظ قرابت و زوجیت فاطمہ زہرا دختر رسول کے بلکہ بلحاظ

ان بے شمار اور بڑی خدمتوں کے جو انھوں نے مذہب اسلام کی کیوں (اپا لوجی فارینڈ
قرآن جان ڈیو سپورٹ) اس محقق نے جناب عثمان کی دامادی کا کہیں تذکرہ نہیں کیا
علی زوج بتول یعنی بضم رسول حضرت فاطمہ کے شوہر تھے جو رسول خدا کی اکلوتی بیٹی
اور چارہی بیٹی تھیں (پکھر عثمان لا امیر علی ص ۳۲ فیصلہ مشہورہ مقدمہ توجہ مقرر فولڈ)
حضرت علی حضرت محمد کے ابن عم رسول کی اکلوتی بیٹی کے شوہر تھے قرابت کے لحاظ سے
بھی خلافت علی کا حق تھی (ارونگ)

مراتب کے لحاظ سے اگر تخت نشینی کا اصول علی کے موافق مانا جاتا تو وہ برباد کن جھگڑے
پیدا ہی نہ ہوتے جو اسلام کو مسلمان کے خون میں ڈبلنے کا باعث ہوئے علی رضی اللہ عنہ
میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے آج سے بیس سال قبل رسول کی
رحلت کے بعد ملنا چاہئے تھا (مسٹر میڈیو)

اس قرابت سے بھی دامادی مراد ہے ورنہ نسبی قرابت دار اور بھی تھے جب دامادی
مقرر نہ تھی تو جناب عثمان کو بھی اگر حاصل ہوتی تو کبھی یہ محقق نظر انداز نہ کرتا۔

(جناب عثمان کی رواداری)

بدلتنی صریح شہادتوں اور واقعات بالفرض مان لیا جائے کہ رقیہ ام کلثوم
دختران رسول خدا سے تھیں تو عثمان صاحب نے رقیہ کے ساتھ ابوہب کے بچوں کے
بدرسلوک کیا۔ چنانچہ مغیرہ بن عاص جنگ بدر میں رسول خدا سے لڑنے آیا اور فخر کرتا
تھا کہ میں نے دنان مبارک رسول کو شہید کیا اور میں ہی رسول خدا کو شہید کروں گا تو
رسول خدا نے اس شرک کے قتل کا حکم ٹھکم فرمایا اور ارشاد ہوا جس جگہ اور جب کبھی اسکو
پاؤں قتل کر دو جب جنگ خندق میں کفار کو شکست ہوئی یہ ملعون بھاگ کر جناب

عثمان کے یہاں پوشیدہ ہو گیا حضرت عثمان نے اس کو اپنی کرسی کے نیچے پوشیدہ سے نہ صلب رسول خدا سے تھیں
 کر دیا جب رسول خدا کو اطلاع ملی تو یہ حضرت عثمان کے گھر سے گرفتار ہوا اور خدیجہ سے ہم یہ ثابت کرتے ہیں کہ بر بنائے عقائد اسلامی بھی وہ رسول خدا سے
 میں لایا گیا۔ اللہ ری محبت دشمن خدا و رسول کی، آپ نے رسول خدا سے جان فدا نہیں اور نہ عقد ان کا رسول خدا نے فرمایا بلکہ ہالہ انکی ماں نے عقد کیا
 کی سفارش کی رسول خدا نے انکی طرف سے منہ پھیر دیا۔ پھر مکرر سفارش کی تو آپ نے ہموگا۔

منہ پھیر دیا یہاں تک کہ اس قدر تنگ کیا کہ اپنے فرمایا اچھا لیجاؤ اور تین روز بی فطرت انسانی کا یہ تقاضہ ہے کہ بچے وہی کرتے ہیں جو ماں باپ اور پرورش
 اسے شہر بدر کر دیا تیسرے روز جناب عثمان نے مغیرہ کو ایک اونٹ اور خوراک منہ لٹندہ کو دیکھتے ہیں وہ مقلد اور نقال ہوتے ہیں سن تمیز اور بلوغ و رشد کے
 دیگر روانہ کر دیا مغیرہ مدینہ منورہ سے تھوڑی دور نکلا تھا کہ اس کا اونٹ مر گیا اور ارب بعد جیسے بھی ہو جائیں لیکن سن تمیز نہ ہونے تک ان کے عادات اخلاق و
 یہ پیدل چلنے لگا جو تیاں ٹوٹ گئیں دونوں پیر زخمی ہو گئے گھٹنوں کے بل اور ہاتھوں اطوار میں فرق نہیں آسکتا یہ امر مسلمات و فطرت سے ہے چالیس سال تک
 کے سہارے سے چلنا شروع کیا پھر تھک کر ایک شیر کے نیچے بیٹھ گیا۔ رسول خدا کو جو رسول خدا کا مبعوث نہ ہونا اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نعوذ باللہ اس سے شیر
 خبر ہوئی تو آپ نے اسکو قتل کر دیا جناب عثمان کو شرک گذرا کہ رقیہ نے رسول خدا کو آپ شرک تھے یا بت پرستی کرتے تھے یا خدا پرست تھے اجملاً و اختصاراً یہ ہے کہ
 اسکی اطلاع دی کہ مغیرہ ان کے یہاں پناہ گزیں ہے اس گمان پر رقیہ کو اس قدر مارا رسول خدا قبل از بعثت نبی تھے اور اخلاق و اطوار و عادات نبوتی سے
 کہ وہ شہید ہو گئیں۔

جس رات کو رقیہ فوت ہوئیں اسی رات کو قبل از دفن ہوئی کا جنازہ گھر میں پڑا۔ بابت فرماتے ہیں کہ ابو بکر قبل اسلام لانے کے آنحضرت کی نبوت کو علامت
 جناب عثمان نے لونڈی سے ہم بستری کی (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۶۷) و دلائل سے خوب غور کر کے برحق ہونیکے تصدیق دل سے کر چکے تھے لہذا وقت
 صبح کو جب بعد غسل و کفن رقیہ کو قبر میں اتارنے کے لئے جناب عثمان آگے بڑھے تو دعوت اسلام انکو کسی قسم کا تردد باقی نہ رہا اور اسلام قبول کر لیا میمون ہران
 رسول خدا نے فرمایا رقیہ کو قبر میں وہ شخص اتارے گا جس نے آج کی شب مباشرت کا قول ہے کہ حضرت ابو بکر سابق الاسلام میں اسلئے ہیں کہ جب بحیرہ ردا سب سے
 نہ کی ہو یہ سن کر جناب عثمان پیچھے ہٹ گئے اور ابو طلحہ نے رقیہ کو قبر میں اتارا۔ تاریخ
 کے متب اسلام لائے اور حضرت کا نکاح جناب خدیجہ سے کرایا۔

رسول خدا کا عقد جناب خدیجہ کیساتھ پچیس سال کی عمر میں ہوا ہے اور بعثت چالیس
 کی عمر میں یہ شہادت کم از کم پندرہ سال پیشتر کی ہے۔
 ابنک تاریخی شواہد عقلی اولہ سے ثابت کیا گیا کہ زینب رقیہ ام کلثوم نہ بطن جناب
 صغیر بخاری مطبوعہ انوار احمدی الہ آباد ص ۱۱۱

ورقہ بن نوفل اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا قصہ کتب تاریخ میں موجود ہے جبرائیل علیہ السلام آدم آب و گل کے درمیان تھے اسکان صاف و صریح یہی مطلب ہے کہ نبوت جناب خدیجہ اور ورقہ بن نوفل نبوت پر سب سے پہلے ایمان لائے (کامل) آپ کو اس وقت مل گئی تھی اور اسی لئے آپ افتخار فرماتے تھے عالم ارجح سے آپ اشیر، شواہد مذکورہ معلوم ہوا کہ بعثت سے سالہا سال پیشہ انتخاب میں لے لائے تھے کل مخلوق پر انبیاء ہوں یا ملائکہ جن ہوں کہ انس حضرت آدم سے پہلے قیامت نبوتی جسمانی اخلاقی صفاتی دروہانی موجود تھے جس سے ایمان دکا ہن اور ملک کے لئے کافی ثبوت قرآن و حدیث کا موجود ہے

عامة الناس آپ کو نبی سمجھتے تھے۔

بہر حال جب ثابت ہوا کہ رسول خدا بعثت سے پیشتر نبی تھے اور اخلاق و آداب (۱) سورہ الفام ۳۰ اے رسول کہد میں مامور ہوں کہ اول مسلمان ہوں۔ و صفات نبوتی سے متصف تھے اگرچہ مامور تبلیغ پر چالیس سال کی عمر میں پہنچے (۲) کہد میری تمام قربانی میری زندگی میری موت سب اللہ رب العالمین کیے تو مانتا پڑے گا کہ آپ کی خصانت و تربیت میں جو شخص بھی ہو گا وہ صفات شریک ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس پر مامور ہوں اور میں اول المسلمین سے اور عقائد ملیہ از سے پاک ہو گا جیسی گود میں تربیت ہو دیا ہی بچہ ہوتا ہے اور (۳) کہد کہ میں مامور ہوں اس امر پر کہ خدا کی عبادت کروں در انحال کہ اسی گود میں پلنے والا بچہ حضرت علی موجود ہیں جن کے متعلق حسن مدائنی کہتے ہیں کہ جناب دین کو باخلاص اختیار کر نیوالا ہوں اور مامور ہوں کہ اول مسلمان ہوں کیا اول الملیہ امیر نے بچپن سے بتوں کی پرستش نہیں کی اسی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ کرم سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنی امت میں سب سے پہلے مسلمان ہیں ہرگز نہیں۔ وہ کون سا بچہ کہتے ہیں یعنی خدا نے ان کے چہرہ کو متبرک کیا تھا کہ وہ بتوں کے سامنے نہیں ہے جو امت کے بعد اسلام لایا ہو سب انبیاء اول المسلمین تھے بلکہ فطرت الہی کے لئے یہ لقب بجز آپ کے کسی صحابی کے بارے میں استعمال نہیں ہو سکتا۔

ربوئی ہے۔

طبقات ابن سعد استعاب ابن عبد البر مسند ابن حنفیہ ابن بزل ابراہیم بن۔

(۴) قائم رہو دین حنیف پر فطرت الہی یہی ہے جس پر تمام انسانوں کی خلقت ہوئی یہ چندا خبر اس لئے لکھے کہ بعثت اور عدم بعثت پر موقوف نہیں رسول خدا اور انکی ہے خلق الہی میں تبدیلی نہیں ہے یہی دین قیم ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یہ گود کے پائے کبھی شرک اور کافر نہیں ہو سکتے رقیہ، کلثوم، زینب جن گود کی پالی نبی کی کیا خصوصیت ہے وہ اول المسلمین فطرتاً و خلقاً ہیں اور اسلام ان کا بلاد اس تھیں وہ کب کافر ہو سکتیں ہیں وہ تو فطرتاً غیر مشرک ہوں گی اور تربیت اور نبوت ہے خدا کے ارشاد و ہدایت و خلقت سے اور مردوں خلقت سے وہ مسلمان رہے تعلیم رسول خدا کیونکر اثر نہ ہو گا حضرت خدیجہ بھی آپ کی نبوت پر ایمان لائیں آخر الامر تک۔

اور کفر و شرک سے منفرہ اسی لئے رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میں اس وقت نبی تھا کہ خدا نے کیونکر گوارہ کیا کہ مشرکوں کے ساتھ عقد کر دیا۔ مانا کہ قرآن مجید نازل نہیں

ہو تھا اور کفر و اسلام کی تردید کی حرمت اس وقت تک نہ ہوئی تھی لیکن
فطرتاً مخالف مذہب و قصب بالغ ہوتا ہے کہ ایسی رشتہ داری سے خصوصاً
ایسی کمسن لڑکیاں یہ بین ثبوت ہے اس بات کا کہ یہ کمسن لڑکیوں کی محض اسلئے
بتائی گئی ہے تاکہ یہ ثابت کر سکیں کہ یہ دختران رسول بطن خدیجہ سے تھیں اور
عثمان کے ساتھ بیاہی گئیں۔ نہ کفر چھپا سکے اور نہ عمر اور نہ سن کو تباہ سکے لہذا
یہ بالہ خواہر جناب خدیجہ کی لڑکیاں تھیں انھیں نے عقبہ بن ابی معیط اور ابوالعاص کے
ساتھ شادیاں کیں۔ جناب رسول خدا جو مکہ جناب خدیجہ اور ان کے رشتہ داروں
سے انتہا سے زاید محبت فرماتے تھے شفقت پرورانہ فرماتے تھے اور مسلمانان
کے بعد محبت میں اضافہ ہو گیا عاشقان جناب عثمان نے بیٹیاں بنا دیا جسکی
کوئی اصلیت نہیں ہے

ایک شبہ اور اس کا جواب

ہمارے بعض اہل سنت مورخین قرآن مجید کی سورہ احزاب کو اپنی اپنی
میں پیش کرتے ہیں جس طرح سے پیام شاہ جہاں پوری نے اپنی کتاب عثمان
اور خلافت عثمان میں پیش کی ہے۔

سورہ احزاب آیت ۵۰۔ اے نبی کہد بچے اپنی بیٹیوں سے اپنی بیٹیوں سے
اور تمام مومنین عورتوں سے۔

اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صرف بیٹی ہوتی تو قرآن میں تباہک ج
جمع کا صیغہ ہے کیوں استعمال کیا جس شخص کو عربی کی ذرا سی بھی شہد
وہ جانتا ہے کہ اس زبان میں جمع کا صیغہ کم سے کم تین کیلئے استعمال ہوتا ہے

ہوتا ہے اگر حضور کی صرف ایک بیٹی ہوتی تو اللہ تعالیٰ تباہک کی بجائے تباہک
فرماتا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور کی بیٹیوں کی تعداد ایک سے زیادہ تھی
اسی عبارت ختم ہوئی۔

جواب !

سبحان اللہ کیا عمدہ استدلال ہے کہ قرآن نے رسول اللہ کی کم از کم تین
بیٹیاں ثابت کر دیں مگر پیام صاحب یہ آیہ پردہ کے حکم میں نازل ہوئی
ہے جس میں حکم ہے کہ اے نبی کہد واپسی ازواج، اپنی نہات اور مومنین کی
بیٹیوں سے کہ وہ اپنی چادروں کے گھونگھٹ نکالا کریں

جناب پیام صاحب نے اس میں تحریف معنوی یہ کی ہے کہ ”نساء المومنین“
کا ترجمہ تمام مومن عورتوں سے کیا ہے حالانکہ نساء المومنین کا ترجمہ عربی کی
ذرا سی ”شدید“ رکھنے والا آدمی بھی مومنین کی عورتیں اور مومنین کی بیویاں
کے گایہ مرکب اضافی ہے۔ نساء (امراۃ کی جمع، مضاف ہے اور المومنین
مضاف الیہ ہے جس کا ترجمہ بالکل واضح ہے مگر صاحب کتاب اگر یہ ترجمہ کرتے
تو دلیل قائم نہیں کر سکتے تھے اس لئے ترجمہ میں عمدہ تحریف کی ہے حالانکہ
دلی اللہ صاحب نثران مسلمانان ہر بالغ مستور پر پردہ واجب ہے اور

عبدالقادر صاحب نے مسلمانوں کی عورتیں ترجمہ کیا ہے۔

میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ اس تحریف کا مقصد کیا ہے پردہ اسلام میں
ہر بالغ مستور پر واجب ہے اور اس آیت کے تحت تمام بالغ مستورات کا
تذکرہ کرنا ضروری تھا جب آیت کے الفاظ پر نظر ڈالی جائے تو تین اصناف کے

مے پردہ کا حکم وارد ہوا ہے ازواجِ نبی، بناتِ نبی اور مومنین کی بیویاں اگر یہ تینوں اصنافِ جملہ بالغ مستورات پر حاوی نہیں ہو سکتیں تو پھر کہیں پڑے گا کہ اسلام میں ہر بالغ عورت پر پردہ واجب نہیں کیونکہ مومنین کی بیٹیوں کو پردہ کرنے کا حکم آیت قرآن میں وارد نہیں ہوا اگر پیامِ صاحبِ نساء المومنین کا صحیح ترجمہ کرتے تو بھی لامحالہ اسی نتیجہ پر پہنچتے کہ مومنین کی بالغ بیٹیاں تو از روئے قرآن پردہ سے مستثنیٰ ہیں جب ان کے عقد ہو جائیں گے اور وہ نساء المومنین کے زمرے میں آئیں گی تب ان پر پردہ واجب ہو گا۔

اب ہمارا ترجمہ ملاحظہ ہو :۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دو اپنی بیٹیوں سے اور اپنی بیٹیوں سے (اس جگہ امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی) اور مومنین کی بیٹیوں سے کہ وہ چادر دن کا گھونگھٹ نکال کر لیں۔ واقعی لفظ نباتانک جمع ہے اور اس کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے۔ مگر حضور والا نباتانک سے مراد آنحضرت کی بیٹی اور آپ کی امت کی بیٹیاں مراد لی جائیں گی۔ اس کے علاوہ نباتانک سے بیٹی اور نواسیاں مراد لینے پر تو آپ کو کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو گا کیونکہ قرآن مجید میں ہے حرمت علیکم امہاتکم ونباتکم (المائدہ) کہ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بنات۔ تمام فرق اسلام نے اس آیت میں امہات سے ماں کی ماں اور باپ کی ماں الی الاخر مراد لی اور نباتانک سے مراد بیٹی، بیٹی کی بیٹی، بیٹی کی بیٹی الی الاخر مراد لی ہے اور نباتانک جب لفظ نباتانک میں نواسیاں شامل ہو سکتی ہیں اور امت کی بیٹیاں بھی

اس سے مراد لی جا سکتیں ہیں تو پھر اس آیت سے حضور کی تین بیٹیوں پر تنہا قائم کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے؟

اگر آیت مباہلہ میں لفظ ابنا ثنا سے نواسے مراد لئے جاسکتے ہیں تو نباتانک سے نواسیاں کیوں نہ مراد لی جائیں؟

اور قرآن مجید میں ایسے اکثر شواہد موجود ہیں جہاں واحد کو بصیغہ جمع ذکر فرمایا جیسا آیت مباہلہ وغیرہ۔

پس بصیغہ جمع ذکر کرنا محض تعظیماً ہے انا انزلناہ اور انا ارسلناک لہذا آیت سے تعداد نباتانک نہیں ثابت کیا جاسکتا۔

بضعة الرسول

جناب یدۃ النساء العالمین بنتِ رسول اللہ عذرا بتولِ فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا والصلوۃ کے فضائل و شمائل اور محمد و محاسن کو کون بیان کر سکتا ہے؟ سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لئے۔ دخترِ رسول زہرہ بتول وہ بلند مرتبہ اور عظیم القدر خاتونِ پاک ہیں کہ غریب شیعہ کے علاوہ تمام مسالک و مذہب کے برادرانِ اسلام ان سے محبت و عقیدت رکھتے ہیں اور جناب ام المومنین کا نام رکھتے ہی ان کی گردنیں خم ہو جاتی ہیں انکی جو خوبیاں اور فضیلتیں دینی کتب میں مذکور ہیں انھیں بھی علامہ المسامین بہ خلوص قلب تسلیم کرتے ہیں اور جو خوبیاں زبانِ رسالت نے معصومہ قیامت کو دیئے ہیں سوادِ اعظم میں وہ بھی مسلم ہیں اور ایسا کیوں نہ ہو

جبکہ بموجب احادیث صحیحہ جناب فاطمہؑ کو راضی اور خوش رکھا خدا در رسول کو خوش رکھتا ہے۔ اور ان کو ناراض رکھنا خدا در رسول کو ناراض کرنا ہے۔

بھارت میں ایک رسالہ پاریسوں کا نکلتا ہے جس کا نام تھا شعلہ جس میں حضرت زرتشت کی پیش گوئی لکھی تھی ملاحظہ فرمائیے۔

جناب زرتشت فرماتے ہیں۔ وہ پیغمبر جو کہ دنیا کے آخری زمانے میں

ظاہر ہوگا اسکی صرف ایک بیٹی ہوگی جو بہت ہی کمال اور جمال رکھے گی اور

دونوں جہانوں میں اس کا کوئی ثانی و ہمسر نہ ہوگا وہ بے مثال بیٹی بہشت کے

ایک سیب کی تاثیر سے پیدا ہوگی اور اس سیب کو مفتح کہتے ہیں۔ اور مغصم کے

معنی ہیں خدائی اور بشری اور زمینی اور آسمانی اور نور فی فضیلتوں والا اور

پیغمبر آخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بیٹی سے خدا کے بارہ دوست ظہور فرمائیں

گے۔ (گیلا فی صاحب) رسالہ شعلہ بمبئی انڈیا بابت ماہ اکتوبر ۱۹۳۵ء جلد ۵ نمبر ۱۸۵

دختر رسول جناب زہرہؑ قبول کے ظہور اور فضائل سے متعلق مجوسیوں

کے پیغمبر زرتشت کی یہ پیش گوئی پر لا کر دل بہت خوش ہوا اور آپ بھی خوش

ہوں گے۔ لیکن بات سمجھ میں نہ آئی کہ سیب سے پیدا ہوں گی چھکڑیں سوچ میں

دوب گیا کہ یا الہی سیب سے بہت دیر تک غور کرتا رہا آخر کار کتب حدیث

وسیر و تاریخ اسلام سے بہشتی سیب کے متعلق روایات نکل آئیں اور اس

لا ثانی سیدہ دو عالمہ اور لا فانی بنت پیغمبر عظم کے فضائل نے ثابت کر دیا کہ

فی الواقع یہ ملکہ جنت اپنے ہمسر سے بے نیاز ہے۔

اب وہ بہشتی سیب الی روایت سنتے اور روایت ایسی جیسے

اُم المسلمین حضرت عائشہؓ نے ارشاد فرمایا ہے اور خطیب اور دولابی اور

ابو سعد ایسے علمائے اہل سنت نے اس کو اخذ کیا ہے حضرت اُم المومنین

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

عرض کیا جب فاطمہؑ آپ کے پاس تشریف لاتی ہیں تو آپ اپنی زبان مبارک کو

ان کے منہ میں ڈال دیتے ہیں اور پھر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے آپ شہد چا

رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب معراج کی شب مجھے

آسمانوں کی سیر کرائی گئی اور جبریل مجھے بہشت میں لے گئے تو وہ بہشت کا

ایک سیب میرے پاس لائے اور میں نے اس کو کھایا وہ ایک لطفہ کی شکل

اختیار کر گیا پھر جب میں زمین پر واپس آیا تو جناب خدیجہ الکبریٰ حاملہ

ہوئیں اور اس لطفہ سے فاطمہؑ کی ولادت ہوئی پس جب کبھی مجھے اس سیب

کا شوق ہوتا ہے تو میں فاطمہؑ کا منہ چومتا ہوں۔

(شرف النبوة مولف علامہ ابو سعد الحنفی)

پس مجوسی پیامبر زرتشت نے واضح کر دیا کہ رسول آخر محمد مصطفیٰؐ

جو بہشتی سیب تناول فرمائیں گے اس کی تاثیر سے جناب فاطمہؑ تولد ہوگی

جو امیر المومنین سے بیابھی جائیں گی اور در ضہر ادرے حسن حسین علیہما الصلوٰۃ

والسلام کی ولادت ہوگی اور اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ۔ وازل دختر

پیغامبر آخر دوازدہ دوستان یزدان ظہور می فرمائند۔ یعنی خاتم النبیین سید

المسلمین کی اس مقدس بیٹی سے اللہ کے بارہ محبوب دوست ظہور فرمائیں گے۔

زرتشت کی اس مختصر سی پیشین گوئی نے یہ راز ہی کھول دیا کہ محمد

عربی پیغمبر اسلام علیہ السلام کی صرف ایک بیٹی ہوگی اس لئے کہا گیا کہ
پیغامبر سے کہ در در آخریں ہویدا۔ ایک دختر سے دارد صاحبہ کمال و جمال
کہ ہمسرا در دو جہاں پیدا نہ گردد۔ دنیا کے آخری دور میں ظاہر ہونیوالی سینئر گیارہویں کتاب چائیز ریفاہ مرص
رسول کی صرف ایک بیٹی ہوگی نہ کوئی زینب نہ رقیہ نہ ام کلثوم نہ کوئی اور
صرف فاطمہ ہی اسکی آنکھوں کا نور اس کے دل کا سرور اسکی محبوب بیٹی ہوگی۔
اسی طرح کی پیش گوئیاں بھی ہیں ہم یہاں پر صرف اشارہ کرتے ہیں
شرعی معین ہمارا راج کا ایڈیشن اس کتاب میں پڑھیے ۱۹۳۲ء رسالہ دیکر سماچا
دہلی جلد ۱۳ نمبر ۲ بابت ماہ جون جولائی

اسی طرح کن فیوشس اہل چین کا محبوب و معروف پیغامبر جس
نے اس پیلے زرد ملک میں مسیح سے چھ سو برس قبل جنم لے کر اپنی قوم کو جگایا
کن فیوشس کیا فرماتے ہیں۔

خدا کا ایک لادلا محبوب ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلاتا
ہے اور علی علیہ السلام اس کا پیارا اور نائب ہے رسولوں کے سربراہ اور کل
دنیا کے سلطان کی بیٹی فاطمہ علیہا السلام جنت کی عورتوں کی رانی ہے اور
حسن و حسین اس کے دو محبوب فرزند ہیں جو بہت ہی شان والے ہیں اور
یہ جو حسین ہے اس کو دشمن کو بلا میں مار ڈالیں گے اس کے فرزند عزیز بری طرح
قتل کئے جائیں گے۔

رسالہ بھگوان شکتی مطبوعہ دہلی ۱۹۵۷ء مولفہ رام چندر شرما قدیم جوی
زبان کی عبارت از کتاب کنفیوشس

ہم نے یہاں ایک نمونہ تحریر کیا ہے اور دوسری چیزیں دیکھنے کے
لئے یہ رسالہ دیکھئے۔ رسالہ چینی سندیش مولفہ ایم آر سی بلونت بدھست
برہما جی کے نام نامی سے کون واقف نہیں؟ اہل ہندو کے نزدیک
وہ رشیوں کے رشی ہیں وہ اپنی جنتا اور جاتی کو انکی اطاعت اور محبت
کرنے کی نصیحت بھی فرماتے ہیں۔

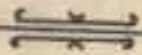
سنسکرت کی ایک پرانی کتاب برہم شاستری میں برہما جی کے چند
اشلوک اور منتر مرقوم ہیں ایک دو دختر کا تلخیص و ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔
اے نادان اور انجان لوگو! فانی دنیا کی پریت چھوڑ کر ان ہما تمان
سے پریم کرو جو گنتی میں پانچ ہیں مگر اصل میں لگنے کے لگ بھگ یعنی چودہ
ہیں آسمان و زمین اور انکی مخلوقات انہی کے سہارے قائم ہیں ان کے
چمکتے کاراجلوے، بڑے دور کے سمے میں نظر آئیں گے تم ان کے تابعدار
رہنا اور ان سے لو لگانا تم ریت اور بنجر زمین اور اجاڑوں کو نہ دیکھنا پرتنا
کے پریم ایسی ہی جگہ کو پسند کرتے ہیں۔ ان میں ایک سورج ہے دوسرا چاند
اور باقی جگہ مگ کرتے تارے مگر آسمان والے سورج اور چاند تاروں کی
طرح وہ دو ہیں گے نہیں سدا روشن رہیں گے وہ سنسار کو اپنے پرتاب سے
پرتاب کریں گے (یعنی دنیا کو اپنے نور سے منور کریں گے جے ہو ہاتا کی جے
ہما تمانی کی مہتا کی اور اس کے یو راج اہلی کی اور شرمیتی پی آتما کی جے ہو
یہ سب بھگوان ہیں بھگوان کے پریمی ایشور کے تپ میں رہنے والے (برہم شاستر

حصہ اول ترجمہ پنڈت بہاری لال ایم۔ اے کانپور۔

یہ بہت شری برہما کی عظیم القدر بشارت جس کے ایک ایک لفظ ارادتمندی اور فداکاری اور وفاداری اور عشق و تولا کی خوشبو آتی ہے جس کا ایک ایک حرف رسول اور آل رسول کی محبت و مودت میں ڈوبا ہوا ہے جس میں تمام ساکنان عالم کو سرکار محمد اور آل محمد سے لو لگانے اور ان کے بادہ الفت میں غمور اور سرور رہنے اور ان کی غلامی و اطاعت میں سر جھکانے کی تلقین اور تاکید فرمائی گئی ہے جتنی قدیم پیش گوئیاں ہیں ان سب میں فقط جناب سیدہ ہی کا اسم گرامی آیا ہے اگر اور بیٹیاں تھیں تو ان کا نام کیوں نہیں آیا جہاں فاطمہ زہرا کا نام آیا ہے وہاں مولا علی کا نام بھی آیا ہے نہ تو بیٹوں کا نام آیا نہ کسی داماد کا نام آیا یہ اس پر دلیل ہے کہ بجز جناب سیدہ کے کوئی اور بیٹی نہیں تھی۔ اور پھر یہ بھی سوچنا چاہیے کہ دربار خدا اور بارگاہ خاتم الانبیاء سے سیدہ کا خطاب کس خاتون کو ملا ہے صرف اور صرف بضعۃ الرسول و خیر پیغمبر مقبول فاطمہ بتول کو جس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ آتش و دوزخ اور عذاب آخرت سے مبرا ہے نار جہنم اس پر حرام کی گئی ہے اس نے دنیا کی ہر ایک برائی اور آخرت کی ہر ایک سزا سے الگ رہ کر سیدہ کا خطاب پایا۔ اور اس طرح اللہ کے دین اور کفر و جہالت، شرک و الحاد کے درمیان ایک ایسی جد فاصل قائم کر دی کہ فاطمہ کے مقدس باپ محمد رسول اللہ کو بھی اپنی اس لاڈلی اور پیاری بیٹی کی عمر بھر مدح سرائی کرنا پڑی اور دنیا والوں کو اسکی شان و فصیلت بتانا پڑی۔

رسول گرامی کی اس اکلوتی بیٹی فاطمہ کی عزت و عظمت خود ذات رب العالمین جل جلالہ نے قائم و دائم رکھی وہ اس طرح کہ قدرت حق نے اس کا کوئی شریک کوئی ثانی کوئی ہمسر ہی نہیں پیدا ہونے دیا۔ اگر فاطمہ کے بھائی دنیا میں آئے تو اللہ نے شیر خوارگی ہی میں انھیں اپنے پاس بلا لیا۔ اور اسکی بہن تو کوئی پیدا ہی نہیں ہوئی۔ یہ اس لئے ہوا کہ فاطمہ کے مناصب و مراتب تقسیم نہ ہو جائیں اور اسکی سیادت و میاقت کا کوئی سا بھی نہ بن جائے۔ سبحان اللہ۔

یک دانہ گوہر سے کہ بہ درج رسول داد
بے مثل بود و صورت زہرہ بتول داد



سیدہ فاطمہ
۲۱/۱/۹۲